لَیْلَۃُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَھْرٍ

شبِ قدر

ایک رات جو ایک ہزار مہینوں سے بہتر ہے

اُستاذ العلماء حضرت مولانا شمس الحق صاحب دامت برکاتہم العالیہ

اُستاذ الحدیث جامعہ دار العلوم کراچی

بیتُ العلوم

۲۰- نابھہ روڈ، پُرانی انارکلی لاہور۔ فون: ۷۳۵۲۴۸۳

کتاب	=	شب قدر
مؤلف	=	حضرت مولانا شمس الحق صاحب دامت برکاتہم
باہتمام	=	محمد ناظم اشرف
ناشر	=	بیت العلوم۔ ۲۰ نابھہ روڈ، چوک پرانی انارکلی، لاہور فون: ۷۳۵۲۴۸۳

﴿ملنے کے پتے﴾

بیت العلوم	=	۲۰ نابھہ روڈ، پرانی انارکلی، لاہور
ادارہ اسلامیات	=	۱۹۰ انارکلی، لاہور
ادارہ اسلامیات	=	موہن روڈ چوک اردو بازار، کراچی
دار الاشاعت	=	اردو بازار کراچی نمبر ۱
بیت القرآن	=	اردو بازار کراچی نمبر ۱
ادارۃ القرآن	=	چوک لسبیلہ گارڈن ایسٹ کراچی
ادارۃ المعارف	=	ڈاک خانہ دارالعلوم کورنگی کراچی نمبر ۱۴
مکتبہ دارالعلوم	=	جامعہ دارالعلوم کورنگی کراچی نمبر ۱۴
بیت الکتب	=	بالمقابل اشرف المدارس، کراچی

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شبِ قدر

ایک رات جو ایک ہزار مہینے سے بہتر ہے

جس طرح ماہِ رمضان المبارک کو سال کے دوسرے مہینوں پر ایک خصوصی فضیلت وشرافت حاصل ہے جو دوسرے مہینوں کو حاصل نہیں۔ اسی طرح سال کی تمام راتوں میں شبِ قدر کو وہ فضیلت وکرامت حاصل ہے جس سے دوسری راتیں خالی ہیں۔

ماہِ رمضان کی فضیلت اورشب قدر کی عزت وشرافت کے لئے یہ کیا کچھ کم ہے کہ حق تعالیٰ نے قرآن کریم کو دفعتہً نازل فرمانے کے لئے اسی ماہ اور اسی شب کو انتخاب فرمایا۔ جیسا کہ:

﴿ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْآنُ،
اِنَّااَنْزَلْنَاهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ، اور
اِنَّااَنْزَلْنَاهُ فِیْ لَیْلَةٍ مُّبَارَکَةٍ ﴾

میں اس کا ذکر فرمایا گیا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

﴿ بل نزل به جبرئيل عليه السلام جملة واحدة فى ليلة القدر من اللوح المحفوظ الى سماء الدنيا الى بيت العزة واملاه جبرئيل على السفرة ثم كان جبرئيل ينزله على النبى صلى الله عليه وسلم نجومًا نجومًا وكان بين اوله واخره ثلث وعشرون سنة: ﴾

"بلکہ جبرئیل علیہ السلام شب قدر میں قرآن کریم کو لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر بیت العزۃ تک اکٹھا لے کر اترے اور جبرئیل نے دوسرے فرشتوں کو اس کی املاء کرائی پھر جبرئیل تیئس سال کے عرصے میں تھوڑا تھوڑا لے کر حضور صلی اللہ علیہ

وسلم پر نازل ہوتے رہے۔"

(تفسیر قرطبی جلد۲۰ صفحہ ۱۳۰)

۲۔ امام شعبیؒ فرماتے ہیں کہ جس طرح قرآن کریم لوح محفوظ سے سماء دنیا تک لیلۃ القدر میں نازل ہوا اسی طرح سماء دنیا سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی قرآن کی ابتداء بھی لیلۃ القدر ہی میں ہوئی۔ چنانچہ انہوں نے اِنَّآ اَنزَلْنَاهُ فِیْ لَیْلَةٍ مُّبَارَکَةٍ کی تفسیر انا ابتد انا انزاله فی لیلة القدر سے کی ہے۔

(تفسیر قرطبی جلد۲۰ صفحہ ۱۳۰)

شب قدر کیا ہے؟

لیلۃ القدر یا شب قدر درحقیقت اس رات کا نام ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے آئندہ سال کی شب قدر تک کے تمام مقدرات اور مخلوق کے حق میں ہونے والے رزق، موت وحیات کے متعلق جمیع فیصلے فرشتوں کے سپرد کردیئے جاتے ہیں۔ اسی بنا پر اس رات کو لیلۃ الحکم اور لیلۃ التقدیر بھی کہا جاتا ہے۔

اس کا یہ مطلب نہیں کہ تقدیر خلائق کا فیصلہ ہی اس شب میں کیا جاتا ہے بلکہ وہ تقدیرات اور فیصلے جو ازل میں اللہ تعالیٰ مخلوق کے

بارے میں صادر فرما چکے ہیں اور جو لوح محفوظ میں پہلے سے لکھے ہوئے ہیں۔ اس شب میں ان کی نقل ملائکہ مدبرات کے حوالے کر دی جاتی ہے تاکہ وہ اس کو نافذ کریں۔ چنانچہ علامہ آلوسیؒ فرماتے ہیں:

﴿ والمراد اظهار تقديره تعالىٰ ذالك للملائكة عليهم السلام المامورين بالحوادث الكونية والا فتقديره تعالىٰ جميع الاشياء ازلى قبل خلق السموت والارض: ﴾

"مقصود یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تقدیرات امور کو ان ملائکہ کے سامنے ظاہر کر دیا جاتا ہے جو وجود میں آنے والے واقعات پر مقرر کئے گئے ہیں ورنہ ان اشیاء کو اللہ تعالیٰ کا مقدر فرمانا تو ازلی ہے جو آسمان وزمین کی پیدائش سے قبل ہو چکا ہے۔"

(روح المعانی جلد ۳۰ صفحہ ۱۶۲)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

﴿ يكتب من ام الكتاب مايكون فى السنة من رزق ومطر وحياة وموت حتى الحاج: ﴾

(تفسیر قرطبیؒ جلد ۲۰ صفحہ ۱۳۰)

''لوح محفوظ سے (اس شب میں) رزق، بارش، موت، زندگی یہاں تک کہ حاجیوں کی تعداد نقل کر کے ملائکہ کو دے دی جاتی ہے۔''

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی ایک دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ قضاء وقدر تو شعبان کی پندرھویں شب کو ہوتی ہے لیکن متعلقہ فرشتوں کو ان کی ذمہ داری لیلۃ القدر میں سپرد کی جاتی ہے۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں:

﴿ان الله لقضی الا قضیة فی لیلة نصف شعبان ویسلمها الی اربابهافی لیلة القدر﴾ (تفسیر قرطبیؒ جلد۲۰ صفحہ۱۳۰)

''بے شک اللہ تعالیٰ معاملات کا تصفیہ شعبان کی پندرھویں شب میں کردیتے ہیں اور ان کے ذمہ داروں کو شب قدر میں سپرد کرتے ہیں۔''

علامہ آلوسیؒ نے بعض اہل علم کا قول نقل کیا ہے کہ دراصل یہ تین علیحدہ علیحدہ امور ہیں۔ پہلا کام تقدیر اشیاء کا ہے کہ کونسی چیز کب اور کس حال وکیفیت میں وجود آئے گی یہ فیصلہ اللہ تعالیٰ نے تخلیق سمٰوٰت والارض سے پہلے ازل میں ہی فرمادیا ہے۔

(قد جف القلم بما هو کائن)

دوسرا کام ان تقدیرات کو لوحِ محفوظ میں لکھ کر ملائکہ کے سامنے ظاہر کرنے کا ہے یہ کام شعبان کی پندرھویں شب میں کیا جاتا ہے اور تیسرا کام متعلقہ فرشتوں کو ان کو ذمہ داریاں سونپے جانے کا ہے اس کی تکمیل لیلۃ القدر میں ہوتی ہے۔ (روح المعانی جلد۳۰ صفحہ۱۹۲)

ملائکہ مدبرات

حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جن ملائکہ مدبرات کو اس شب میں تنفیذ احکام کی ذمہ داری سونپی جاتی ہے وہ چار ہیں۔ حضرت جبرئیل، حضرت میکائیل، حضرت اسرافیل، حضرت عزرائیل علیہم السلام۔ گویا یہ چار تو اصل ذمہ دار ٹھہرائے جاتے ہیں اور باقی ان کے اعوان وانصار ہوتے ہیں۔

شب قدر کہلائے جانے کی وجہ

امام زہریؒ فرماتے ہیں کہ اس شب کو شب قدر اس لئے کہتے ہیں کہ یہ عظیم قدر ومنزلت والی شب ہے۔

شیخ ابوبکر وراقؒ فرماتے ہیں کہ اس شب میں عبادت وذکر

کی وجہ سے بے عزت و بے قدر لوگ بھی قدر ومنزلت حاصل کر لیتے ہیں اس لئے اس کو شب قدر کہا جاتا ہے۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ چونکہ اس شب میں قرآن کریم کا نزول ہوا جو دینی ودنیوی سعادات وبرکات کا ذریعہ اور سرچشمہ ہے اور اس شب میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے نزول رحمت، نزول ملائکہ اور اجابت دعا ہوتی ہے اس لئے اس کا نام لیلۃ مبارکہ بھی رکھا گیا"۔

جیسا کہ سورۂ دخان میں فرمایا گیا:

﴿ اِنَّا اَنۡزَلۡنٰهُ فِیۡ لَیۡلَةٍ مُّبٰرَکَةٍ ﴾

"بے شک ہم نے قرآن کو مبارک رات میں اتارا۔"

بعض حضرات نے اس آیت کو لیلۃ مبارکہ سے مراد شعبان کی پندرھویں شب لی ہے مگر یہ قول مرجوح ہے۔

جمہور مفسرین کے نزدیک لیلۃ مبارکۃ اور لیلۃ القدر ایک ہی شب کے دو نام ہے جو رمضان میں پائی جاتی ہے۔

چنانچہ قاضی ثناء اللہ صاحبؒ پانی پتی فرماتے ہیں:

﴿ وما قیل انها لیلة النصف من شعبان فلیس بشئی ﴾

"اور یہ قول کہ لیلۃ مبارکۃ شعبان کی پندرھویں رات ہے غیر معتبر ہے۔"

(تفسیر مظہری جلد ۸ صفحہ ۳۶۷)

شب قدر میں کیا کریں

شب قدر حق جل شانہ کی طرف سے ایک عظیم الشان انعام ہے اور اس کی قدر دانی علامت ایمان اور سعادت کی نشانی ہے۔ خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو شب قدر پائیں اور عبادت وتلاوت اور ذکر واستغفار سے اس کا حق ادا کریں۔

صحیحین میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت منقول ہے:

﴿عن ابی هريرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله عليه وسلم من قام ليلة القدر ايمانا واحتسابا غفرله ماتقدم من ذنبه:﴾

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص شب قدر میں ایمان کی حالت میں اور ثواب کی

نیت سے (عبادت کے لئے) کھڑا ہو اس کے
پچھلے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔"

اس روایت میں کھڑا ہونے سے مراد صرف نماز کا قیام ہی نہیں بلکہ خواہ نماز پڑھے یا تلاوت کرے یا ذکر واستغفار اور تسبیح وتہلیل میں مشغول رہے تمام عبادات اس میں داخل ہیں۔

اور ثواب کی نیت کا مطلب یہ ہے کہ اس کی یہ عبادت محض اخلاص اور اللہ تعالیٰ کی رضا اور حصول اجروثواب کے لئے ہو۔ ریاء اور نمائش مقصود نہ ہو۔

علامہ آلوسیؒ فرماتے ہیں کہ جہاں تک ممکن ہو اس شب میں مختلف اور متنوع عبادات کرے مثلاً نوافل، تلاوت قرآن کریم، ذکر وتسبیح اور دعا واستغفار سب ہی کا کچھ نہ کچھ حصہ ادا کرے۔

(روح المعانی جلد ۳۰ صفحہ ۱۹۸)

سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں کہ شب قدر میں دعا واستغفار کرنا نوافل پڑھنے کے مقابلہ میں افضل ہے اور اگر کوئی شخص تلاوت قرآن اور دعا واستغفار دونوں کو جمع کرے تو یہ اور بھی بہتر ہے۔

شب قدر کی دعا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ

وسلم سے ایک بار سوال کیا کہ یارسول اللہ اگر مجھے کسی رات کے بارے میں یہ معلوم ہوجائے کہ یہ لیلۃ القدر ہے تو میں اس میں کیا کہوں۔ آپ نے فرمایا کہ تم اس وقت یہ دعا پڑھو۔

﴿ اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ: ﴾

”اے اللہ آپ بہت معاف کرنے والے ہیں اور معافی کو پسند فرماتے ہیں۔ مجھے بھی آپ معاف فرمادیں۔“ (ترمذی)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قدر جامع ترین دعا تلقین فرمائی کہ اس کی قبولیت کے بعد تمام مسائل خود بخود حل ہوجاتے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے کسی بندہ کو معاف فرمادیں تو اسے اس سے بڑھ کر اور کیا چاہئے!۔

من نہ گویم کہ طاعتم بپذیر
قلم عفو برگنا ہم کش

شب قدر اس امت کا خاصہ ہے

علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ لیلۃ القدر اسی امت کا

خاصہ ہے یا اس سے پہلی امتوں کو بھی یہ نعمت عطا کی گئی تھی۔ درمنثور میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد منقول ہے کہ شب قدر اللہ تعالیٰ نے میری امت کو عطا فرمائی پہلی امتوں کو یہ نہیں دی گئی۔ (فضائل قرآن صفحہ ۵۸) جمہور امت کا بھی یہی مذہب ہے اور حافظ ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں خطابی سے اس پر اجماع کا قول نقل کیا ہے۔ (تفسیر ابن کثیرؒ صفحہ ۵۳۲ جلد آخر)

شب قدر عطا کئے جانے کا سبب

اس امت کو شب قدر کا یہ بیش بہا انعام عطا کئے جانے کا سبب کیا ہوا؟ روایات سے اس کی مختلف وجوہ معلوم ہوتی ہیں۔ مؤطا امام مالکؒ میں روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلی امتوں کی عمروں کا علم ہوا کہ بہت لمبی ہوئیں اور ان کے مقابلہ میں میری امت کی عمریں بہت کم ہیں، جس کی بناء پر میری امت کے لوگ پہلی امت کے ساتھ اعمال میں مساوی نہیں ہوسکتے، اس بات سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو صدمہ ہوا تو حق تعالیٰ نے آپ کو شب قدر عطا فرمائی کہ اس ایک شب کی عبادت اور احیاء ہزار ماہ کی عبادت سے بہتر ہے۔

(بحوالہ تفسیر قرطبی صفحہ ۱۳۳ جلد ۲۰)

حضور ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کے سامنے بنی اسرائیل کے ایک ایسے شخص کا ذکر فرمایا جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں مسلسل ایک ہزار ماہ تک ہتھیار بند رہا اور جہاد کرتا رہا۔ صحابہؓ کو یہ سن کر اس شخص پر بڑا رشک آیا۔ حق تعالیٰ نے اس کے عوض ان حضرات کو شب قدر عطا فرمائی اور سورۂ قدر نازل فرمائی۔ (بحوالہ تفسیر قرطبی صفحہ ۱۳۳ جلد ۲۰)

علی بن عروہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز بنی اسرائیل کے چار حضرات یعنی حضرت ایوب، حضرت زکریا، حضرت حزقیل اور حضرت یوشع بن نون علیہم الصلوٰۃ والسلام کا ذکر فرمایا جو اسّی اسّی سال تک حق تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہے اور پل جھپکنے کے برابر بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کی اس پر صحابہ کو تعجب ہوا تو حضرت جبرئیل سورۂ قدر لے کر نازل ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ آپ کی امت ان حضرات کی اسّی سالہ عبادت سے تعجب کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک ایسی شب عطا کی جس میں عبادت کرنا اسّی سال کی عبادت سے بہتر ہے۔ اس کے بعد حضرت جبرئیل نے سورۂ قدر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سنائی۔ (روح المعانی صفحہ ۱۹۲ جلد ۳۰)

ابوبکر بن وراق کہتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی مدت حکومت پانچسو مہینے تھی اور ذوالقرنین کی مدت سلطنت بھی پانچسو ماہ تھی۔ حق تعالیٰ نے اس امت کو لیلۃ القدر عطا کی اور فرمایا کہ اس شب کی عبادت کا اجروثواب ان دونوں بادشاہوں کی مجموعی مدت سلطنت یعنی ایک ہزار ماہ کی حکومت سے بہتر ہے۔

بعض حضرات کہتے ہیں پہلی امتوں میں کوئی شخص اس وقت تک عابد نہیں کہلایا جاتا تھا جب تک کہ وہ مسلسل ایک ہزار ماہ اللہ تعالیٰ کی عبادت نہ کرے، اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کو شب قدر عطا کرکے فرمایا کہ اس شب کی عبادت ان ہزار ماہ کی عبادت سے بہتر ہے جو پہلی امتوں میں ایک عابد کا معیار تھا۔

قرآن میں شب قدر کا بیان

بہر صورت اس امت کو شب قدر بخشے جانے کا اصل سبب کچھ بھی ہو لیکن یہ وہ عطا اور بخشش ہے جس سے جمہور علماء کے قول کے مطابق پہلی امتیں محروم رہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس شب کی عظمت وبرتری کو ظاہر کرنے کے لئے قرآن کریم کی ایک مستقل سورت نازل فرمائی۔ چنانچہ فرمایا گیا:

﴿ اِنَّآ اَنزَلۡنَاهُ فِیۡ لَیۡلَةِ الۡقَدۡرِ وَمَا اَدۡرَاكَ مَا لَیۡلَةُ الۡقَدۡرِ لَیۡلَةُ الۡقَدۡرِ خَیۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَهۡرٍ تَنَزَّلُ الۡمَلٰٓئِکَةُ وَالرُّوۡحُ فِیۡهَا بِاِذۡنِ رَبِّهِمۡ مِنۡ کُلِّ اَمۡرٍ سَلٰمٌ هِیَ حَتّٰی مَطۡلَعِ الۡفَجۡرِ ﴾

''ہم نے اس کو اتارا شب قدر میں اور تو نے کیا سمجھا کہ کیا ہے شب قدر۔ شب قدر بہتر ہے ہزار مہینے سے۔ اترتے ہیں فرشتے اور روح اس میں اپنے رب کے حکم سے ہر کام پر۔ امان ہے وہ رات صبح کے نکلنے تک۔''

اس سورت میں حق تعالیٰ نے بیان بعد الابہام کا اسلوب اختیار فرمایا جس میں ابہام کے ذریعہ لیلۃ القدر کی فخامت وعظمت کا دل میں بٹھانا مقصود ہے کہ:

﴿ وَمَا اَدۡرَاكَ مَا لَیۡلَةُ الۡقَدۡرِ ﴾

''اور تو نے کیا سمجھا کہ کیا ہے شب قدر۔''

گویا یہ اس قدر عظیم الشان شئ ہے کہ اس کی حقیقت صرف ہم ہی بتا سکتے ہیں اور ہمارے بتائے بغیر مخلوق میں سے کوئی اس کو نہیں جان سکتا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قرآن کریم میں جس جگہ ''مآ ادراك'' آیا ہے اس کی اطلاع حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے دے دی ہے اور جس جگہ ''مایدریك'' فرمایا گیا وہ چیز آپ کو نہیں بتائی گئی۔ (تفسیر قرطبی صفحہ ۲۴۷ جلد ۱۹)

چنانچہ لیلۃ القدر کو اللہ تعالیٰ نے خود ہی بیان فرمایا کہ:

﴿لَیۡلَۃُ الۡقَدۡرِ خَیۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَہۡرٍ﴾

''شب قدر بہتر ہے ہزار مہینے سے۔''

امام قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ اکثر مفسرین کے نزدیک اس آیت کے معنی یہ ہیں:

﴿العمل فیها خیر من الف شهر لا تكون فیه لیلة القدر﴾

''اس شب میں عبادت ان ہزار ماہ کی عبادت سے بہتر ہے جن میں لیلۃ القدر شامل نہ ہو۔'' (تفسیر قرطبی صفحہ ۱۳۱ جلد ۲)

شب قدر میں فرشتوں کا نزول

اس شب کی فضیلت کے لئے اتنا ہی کافی تھا کہ اس کو ہزار

ماہ سے افضل اور بہتر قرار دیا گیا، لیکن اس کی مزید عظمت کو ظاہر کرنے کے لئے فرمایا گیا کہ

﴿تَنَزَّلُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ كُلِّ أَمْرٍ﴾

''اترتے ہیں فرشتے اور روح اس میں اپنے رب کے حکم سے ہر کام پر۔''

امام قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ اس شب میں ہر آسمان سے حتی کہ سدرۃ المنتہی سے بھی فرشتے نازل ہوتے ہیں اور لوگوں کی دعاؤں پر آمین کہتے ہیں۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے غنیۃ الطالبین میں ایک طویل روایت نقل کی جس میں ہے کہ شب قدر میں اللہ تعالیٰ حضرت جبرئیل کو سدرۃ المنتہی کے ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ زمین پر اترنے کا حکم دیتے ہیں۔ وہ نورانی جھنڈے لے کر زمین پر اترتے ہیں اور چار مقامات بیت اللہ، بیت المقدس، روضۂ نبوی اور مسجد طور سیناء پر اپنے جھنڈے نصب کر دیتے ہیں اور اس کے بعد وہ تمام روئے زمین پر منتشر ہوجاتے

ہیں اور ہر مومن مرد وعورت کے گھر میں داخل ہوتے اور امت محمدیہ کے لئے استغفار کرتے ہیں، البتہ وہ گھر جس میں کتا، خنزیر، تصویر، شراب یا بدکار جنبی ہو اس میں وہ داخل نہیں ہوتے۔

(روح المعانی صفحہ ۱۹۵ جلد ۲۰)

حضرت کعبؓ فرماتے ہیں کہ شب قدر میں حضرت جبرئیل مؤمنین سے مصافحہ کرتے ہیں اور ان کے مصافحہ کی علامت یہ ہے کہ قلب میں رقت وانابت الی اللہ، آنکھوں میں معاصی پر ندامت کی وجہ سے آنسو اور جسم پر اللہ کے خوف سے کپکپی طاری ہوجائے۔

(تفسیر ابن کثیر صفحہ ۲۳۵ جلد آخر)

روح کیا ہے؟

تَنَزَّلُ الْمَلَائِکَةُ وَالرُّوحُ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس شب میں ملائکہ کے ساتھ ''روح'' بھی نازل ہوتا ہے جمہور مفسرین کے نزدیک اس سے مراد حضرت جبرئیلؑ ہی ہیں لیکن امام قسیریؒ فرماتے ہیں کہ وہ ملائکہ کی ایک خاص صف ہے جو باقی ملائکہ کے محافظ اور نگراں ہیں اور عام ملائکہ بھی ان کو اس شب کے علاوہ نہیں دیکھ سکتے جس طرح ہم ملائکہ کو نہیں دیکھ سکتے۔ (قرطبی صفحہ ۱۳۳ جلد ۲۰)

حافظ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں کہ ملائکہ کا اس شب میں بکثرت نزول اس لئے ہوتا ہے کہ یہ خیر کثیر اور عظیم برکات والی شب ہے۔

(ابن کثیر صفحہ ۵۳۱ جلد آخر)

شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ اس شب میں ملائکہ کو زمین پر نازل کر کے بنی آدم کی عبادت، انابت الی اللہ اور تسبیح اور تہلیل کا نقشہ دکھلانا مقصود ہے تا کہ بنی آدم کے بارے میں انہوں نے

﴿ اَتَجۡعَلُ فِیۡهَا مَنۡ یُّفۡسِدُ فِیۡهَا وَیَسۡفِكُ الدِّمَآءَ ﴾

''کیا آپ زمین میں ایسی مخلوق بنائیں گے جو زمین میں فساد کرے گی اور خون بہائے گی۔''

کہہ کر جو شبہ پیش کیا تھا اس کا مشاہداتی جواب انہیں مل جائے۔

اللہ تعالیٰ نے اس شب کی ایک صفت سَلَامٌ بیان فرمائی۔ حضرت نافع رضی اللہ عنہ اس کی تفسیر فرماتے ہیں۔

﴿ ای لیلة القدر سلامة وخیر کلها لا شر فیها ﴾

''شب قدر پوری ہی سلامتی اور خیر والی ہے اس
میں کوئی شر نہیں۔''

امام شعبیؒ فرماتے ہیں کہ سلام کے معنی یہ ہیں کہ اس شب میں غروب شمس سے طلوع فجر تک ملائکہ مومنین کے لئے سلامتی کی دعا کرتے ہیں اور ہر مومن کو السلام علیکم ایہا المؤمن کہتے ہیں۔

ملائکہ کے اس نزول وصعود اور مومنین کے لئے دعا واستغفار کا سلسلہ صبح صادق تک جاری رہتا ہے جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا:

﴿هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رمضان المبارک کا مہینہ شروع ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو خطاب کرکے فرمایا:

﴿ ان هذا الشهر قدحضركم وفيه ليلة
خير من الف شهر من حرمها فقد حرم
الخير كله و لايحرم خيرها الا محروم﴾

(رواہ ابن ماجہ بسند جید)

'' بیشک تم پر یہ مہینہ (رمضان) آیا اور اس میں
ایک ایسی رات ہے جو ہزار ماہ سے بہتر ہے جو

اس سے محروم رہا تمام بھلائیوں سے محروم رہا اور
اس سے بدقسمت ہی محروم رہ سکتا ہے۔"

حقیقت یہی ہے کہ جو شخص اتنی بڑی نعمت کو ضائع کردے اس سے بڑا محروم النصیب کون ہوگا۔ کس قدر خوش بخت اور صاحب نصیب ہیں وہ حضرات جو فرماتے ہیں کہ بلوغ کے بعد سے ہم سے کبھی شب قدر فوت نہیں ہوئی۔

شب قدر کون سی شب ہے؟

شب قدر کی تعیین میں اہل علم کا بڑا اختلاف ہے اور یہ اختلاف صحابہ کرام کے زمانے سے ہے۔ تقریباً پچاس اقوال ہیں جن کا احاطہ دشوار ہے۔ ان میں سے چند مشہور اقوال یہ ہیں۔

حضرات ائمہ کے اقوال

امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول جیسا کہ امام نوویؒ نے امام صاحب کی نسبت سے بیان کیا ہے، یہ ہے کہ شب قدر تمام سال میں دائر رہتی ہے کبھی کسی مہینہ میں ہوتی ہے اور کبھی کسی مہینے میں۔ (روح المعانی صفحہ ۱۹۰ جلد ۳۰)

امام صاحب کا دوسرا قول یہ ہے کہ شب قدر تمام رمضان میں دائر رہتی ہے۔ کوئی خاص شب معین نہیں اور یہی امام غزالیؒ کی رائے ہے جیسا کہ ابن کثیر نے ذکر کیا۔

امام صاحب کا تیسرا قول جیسا کہ حافظ ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں نقل کیا یہ ہے کہ وہ رمضان کی ستائیسویں شب ہے۔ ابن کثیرؒ نے امام احمد بن حنبل کا بھی قول راجح یہی بیان کیا ہے۔

امام احمد بن حنبلؒ اور امام مالکؒ کا قول یہ ہے کہ رمضان کے آخر عشرہ کی طاق راتوں میں دائر رہتی ہے۔ کسی سال کسی رات میں اور کسی سال کسی رات میں۔

امام شافعیؒ کا ایک قول جیسا کہ ابن کثیر نے نقل کیا یہ ہے کہ شب قدر رمضان کی سترھویں شب ہے۔

اور شوافعؒ کا راجح قول یہ ہے کہ وہ اکیسویں رات ہے۔

صحابہؓ کے اقوال

حضرت علیؓ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ وہ انیسویں شب ہے۔

بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ رمضان کی تئیسویں

شب ہے۔

لیکن تمام اقوال میں راجح قول جمہور علماء کا قول ہے کہ وہ رمضان کی ستائیسویں رات ہے جیسا کہ صحیح مسلم میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے۔

﴿عن ابی بن کعب عن رسول الله صلی الله علیه وسلم انها لیلة سبع وعشرین﴾

"ابی ابن کعب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل فرماتے ہیں کہ لیلۃ القدر ستائیسویں رات ہے۔"

دوسری روایت میں ابی بن کعب رضی اللہ عنہ قسم کھا کر کہتے ہیں کہ خدا وحدہ لاشریک کی قسم لیلۃ القدر جس میں قیام کرنے کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا میں خوب جانتا ہوں کہ وہ رمضان کی ستائیسویں شب ہے۔

حضرت ابن عباس، ابن عمر اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہم وغیرہ بھی جیسا کہ ابن کثیر نے نقل کیا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی نقل کرتے ہیں کہ وہ رمضان کی ستائیسویں شب ہے۔

شاہ ولی اللہؒ کا قول

حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے ''حجۃ اللہ البالغہ'' میں یہ فرمایا کہ لیلۃ القدر دو راتیں ہیں ایک وہ رات جس میں تقسیم امور ہوتی ہے اور اسی میں قرآن کریم لوح محفوظ سے نازل ہوا یہ شب تو تمام سال میں دائر رہتی ہے کبھی کسی مہینہ میں اور کبھی کسی مہینے میں۔ اور دوسری لیلۃ القدر وہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے روحانیت کا زمین پر ایک خاص انتشار ہوتا ہے اور ملائکہ خیر و برکات لے کر نازل ہوتے ہیں اور اس شب میں دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ یہ ہر رمضان میں آخر عشرہ کی طاق راتوں میں پائی جاتی ہے۔

صحیح بخاری میں حضرت عبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہ کی روایت منقول ہے، وہ فرماتے ہیں:

خرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم لیخبرنا بلیلة القدر فتلاحی رجلان من المسلمین فقال خرجت لا خبر کم بلیلة القدر فتلاحی فلان و فلان فرفعت وعسی ان یکون خیرا لکم فالتمسوھا

فی التاسعة والسابعة والخامسه:

"حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس لئے باہر تشریف لائے کہ ہمیں شب قدر کی خبر دیں مگر دو مسلمان آپس میں جھگڑا کر رہے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ میں تم کو شب قدر کی اطلاع دینے کے لئے آیا تھا، مگر فلاں اور فلاں کے جھگڑے کی وجہ سے اس کی تعیین اٹھالی گئی اور شاید اس تعیین کا اٹھالیا جانا (اللہ کے علم میں) تمہارے لئے بہتر ہو۔ لہٰذا اب اس کو نویں، ساتویں اور پانچویں شب میں تلاش کرو۔"

شب قدر کے اخفاء کی حکمتیں

اس روایت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے آپ کو شب قدر متعین طریقے سے بتلائی تھی، مگر بعد میں بعض مسلمانوں کے باہمی نزاع اور مخاصمت کی وجہ سے اس کی تعیین کو اٹھالیا گیا اور اس میں بھی اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں کے لئے بے شمار مصالح اور حکمتیں ہیں جیسا کہ روایت مذکورہ میں خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی

طرف اشارہ فرمایا:

﴿عسی ان یکون خیرا لکم﴾

اگر وہ شب متعین طریقے سے بتلادی جاتی تو بعض سست اور کاہل طبائع صرف اسی شب میں عبادت کا اہتمام کرتیں اور باقی دنوں کی عبادت سے محروم رہتیں۔

اسی طرح اگر وہ شب معین ہوتی اور کسی شخص سے کسی وجہ سے وہ چھوٹ جاتی تو اس کے ملال اور افسردگی کی وجہ سے وہ دوسری راتوں میں بھی عبادت نہ کرسکتا اور رمضان کی برکات سے محروم رہتا۔

اسی طرح اب متعین نہ ہونے کی صورت میں اس شب کی تلاش میں جب انسان ہر رات جاگتا اور عبادت کرتا ہے تو ہر شب کی عبادت کا اس کو مستقل اجروثواب ملتا ہے۔

اس کے علاوہ اور نہ جانے اس شب کے اخفاء میں اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں کیلئے کس قدر حکمتیں ہوں گی۔

شب قدر کی علامات

حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شب قدر کی علامت اور نشانی یہ بیان فرمائی:

﴿ومن امارا تها انها لیلة بلجة صافیة

ساكنة ساجية لا حارة ولا باردة كا نها فيها قمرا ساطعا﴾

"اس رات کی نشانیوں میں سے یہ ہے وہ کھلی ہوئی چمکدار رات ہوتی ہے۔ صاف وشفاف نہ زیادہ گرم اور نہ زیادہ ٹھنڈی بلکہ معتدل گویا اس میں (کثرت انوار کی بناء پر) چاند کھلا ہوا ہے۔"

دوسری نشانی اسی روایت میں یہ بیان فرمائی گئی:

﴿ومن اماراتها ان الشمس تطلع صبيحتها لا شعاع لها مستوية كانها القمر ليلة البدر و حرم الله على الشيطان ان يخرج معها يومئذٍ﴾ (درمنثور)

"اور اس کی علامات میں سے یہ بھی ہے کہ اس کے بعد کی صبح کو آفتاب بغیر شعاع کے طلوع ہوتا ہے بالکل ایسا ٹکیہ کے مانند جیسا کہ چودھویں کا چاند۔ اللہ تعالیٰ نے اس دن کے آفتاب کے طلوع کے وقت شیطان کو اس کے ساتھ نکلنے سے منع فرمادیا:"

امام قرطبیؒ نے عبید بن عمیر کا قول نقل کیا۔ وہ فرماتے ہیں کہ ستائیسویں شب میں سمندری سفر پر تھا میں نے اس شب سمندر کا پانی چکھا تو نہایت شیریں اور خوش ذائقہ تھا۔ (تفسیر قرطبی صفحہ ۱۳۷ جلد ۲۰)

یہ اور اس قسم کی بہت سی علامات ہیں جو اس شب میں پائی جاتی ہیں۔ کسی کو ان کا ادراک واحساس ہوجاتا ہے اور کسی کو نہیں۔ مشائخ رحمہم اللہ نے لکھا ہے کہ شب قدر میں ہر شے اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدہ کرتی ہے حتیٰ کہ درخت زمین پر گرجاتے ہیں اور پھر اپنی جگہ سیدھے کھڑے ہوجاتے ہیں، مگر اس قسم کی چیزیں امور کشفیہ سے ہیں جو ہر شخص کو محسوس نہیں ہوتے۔ بہر صورت شب قدر اللہ تعالیٰ کی ایک ایسی عظیم نعمت ہے کہ اس کا پالینا اور اس میں ذکر وعبادت میں مشغول رہنا سعادت عظمیٰ اور فلاح دارین کا سبب ہے۔ جو خوش قسمت اس شب کو پائے اسے چاہئے کہ وہ اس شب میں اس دعا کا زیادہ ورد کرے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو تلقین فرمائی جس کا اوپر ذکر آچکا ہے۔ وہ یہ ہے:

﴿اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ﴾

”اے اللہ آپ یقیناً معاف کرنے والے ہیں، معافی کو پسند فرماتے ہیں، مجھے معاف

فرمادیجئے۔"

کم ازکم اگر کسی کو اس شب میں پوری رات عبادت وذکر کی ہمت اور توفیق نہ ہوتو جس قدر بھی ممکن ہوسکے اس کے شرف سے محروم نہ رہے اور کم ازکم مغرب وعشاء کی نماز باجماعت کا ضرور اہتمام کرلے۔

امام قرطبیؒ نے عبیداللہ بن عامر بن ربیعہؓ کی روایت نقل کی وہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿من صلی صلوٰة المغرب والعشاء الآخره من ليلة القدر فی جماعة اخذ بحظه من ليلة القدر﴾

"جس نے شب قدر کی مغرب وعشاء کی نماز باجماعت ادا کی اس نے شب قدر سے اپنا حصہ پالیا۔"

مقصد یہ ہے کہ وہ بالکل محروم نہیں رہا اور کچھ نہ کچھ اس کو بھی اس شب کا حصہ مل گیا اگرچہ تمام شب بیداری کرنے والے کا حصہ اس سے زیادہ اور بہتر ہے۔

﴿اللهم وفقنا لماتحب وترضى (آمين)﴾



بیت العلوم

قرآن مجید اور اسلامی کتابوں کا مرکز

۲۰- نابھہ روڈ، پرانی انارکلی لاہور۔ فون: ۳۵۲۲۸۳-۳